ایوانِ بالا (سینیٹ) میں نفاذِ شریعت کی مہم

مولانا عبدالقیوم حقانی

نفاذِ شریعت بل

ایک جائزہ
ایک تبصرہ

اسلام کے بوڑھے مگر جوان ہمت جرنیل بقیۃ السلف شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہٗ (جو قومی اسمبلی میں نفاذِ شریعت گروپ کے کنوینر بھی ہیں) نے پارلیمنٹ میں ارکانِ قومی اسمبلی کو احساسِ ذمہ داری، ایفائے عہد اور منشور کی پاسداری کو ملحوظ رکھنے کی تلقین کرتے ہوئے اپنے خطاب (جو شریکِ اشاعت ہذا ہے) میں فرمایا:

"ہمیں سب سے پہلے اس بات پر غور کرنا چاہیئے کہ قوم ہم سے کیا چاہتی ہے اور اس ایوان تک پہنچانے میں کس منشور کا دخل تھا ریفرنڈم کس مقصد کیلئے کرایا گیا۔ اسلام کا نام لیکر، اسلام کا منشور لیکر، آپ یہاں تک آئے ہیں تو حق بات یہ ہے کہ جس منشور کے تحت ہم یہاں تک آئے ہیں اب صرف اسی کے مطابق کام کرنا چاہیئے۔"

۱۳ جولائی کو سینیٹر مولانا سمیع الحق اور مولانا قاضی عبداللطیف نے سینیٹ کے اجلاس میں نظامِ شریعت کی بالادستی، مکمل نفاذ اور اس کے آئینی اور قانونی تحفظ کی خاطر "شریعت بل" پیش کر دیا جسے ردّ و قدح لیت ولعل اور کچھ عناصر کی شدید مخالفت کے باوجود پیش کنندگان کی مدلل، مؤثر اور ولولہ انگیز تقاریر کے بعد ارکان سینیٹ نے متفقہ طور پر بحث کے لئے منظور کر لیا۔ پاکستان کی ۳۷ سالہ تاریخ میں دارالعلوم دیوبند کے روحانی فرزند مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کی قرار دادِ مقاصد کے بعد یہ پہلا موقع ہے کہ ملک کے سب سے بڑے قانون ساز ادارے میں شریعت بل کو کارروائی میں شامل کر لیا گیا۔ جس کے پیش کرنے کی سعادت مولانا قاضی عبداللطیف کے ساتھ دارالعلوم حقانیہ کے روحانی فرزند مولانا سمیع الحق کو بھی حاصل ہوئی۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔ اور جس کے منظور ہونے کے بعد ملک میں مکمل نفاذِ اسلام کا عمل ممکن، سہل ترین اور یقینی ہو جائے گا، قرآن و سنت کے خلاف سارے قوانین ناجائز قرار دے دئے جائیں گے اس کے ساتھ ہی صدرِ مملکت، وزیرِ اعظم، صوبائی اور قومی اسمبلیوں، پارلیمنٹ، وفاقی اور صوبائی حکومتوں

اور دیگر با اختیار اداروں کیلئے یہ ناممکن بنا دیا گیا ہے کہ وہ شریعت بل منظور ہونے کے بعد قرآن و سنت کے خلاف کوئی قانون وضع کر سکیں۔

شریعت بل اور حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کا گرانقدر ارشاد، قومی و صوبائی اسمبلیوں کے ممبروں ارکان سینیٹ منتخب ہونے والے قائدین، سیاسی عمائدین اور ارباب اختیار (جو ریفرنڈم اور انتخابات میں اسلام اور اسلامی نظام سے وفاداریوں کا عہد کرتے رہے) کیلئے ایک احساس ذمہ داری ایک دعوت ایک اصولی تنبیہ اور ایک لمحہ فکریہ ہیں۔

کاش! آٹھ سال کے طویل ترین عرصہ میں نہ سہی، نفاذ اسلام کے نام پر ریفرنڈم اور انتخابات کے انعقاد کے فوراً بعد نظام شریعت، قرآنی دستور اور اسلامی آئین نافذ کر دیا جاتا اور اگر حکومت بغیر کسی ہچکچاہٹ، بزدلی اور خوف لومۃ لائم کے جرأت مومنانہ سے کام لیکر ایک آرڈیننس کے ذریعہ ایسا دستور نافذ کر دیتی جو قرآن و سنت پر مبنی ہوتا تو ملک ان خطرات سے نکل جاتا جن میں وہ اب گھرا ہوا ہے اور گھرتا چلا جا رہا ہے۔ اس طرح نظریۂ پاکستان سے وفاداری، عہد و پیمان کی پاسداری، ملک کو بقا و تحفظ اور خود نئی قیادت کو بھی مزید استحکام و استواری حاصل ہو جاتی۔ ملک کے جمہور کی عظیم اکثریت کو جو روز اوّل سے اسلامی نظام کیلئے تڑپ رہی ہے۔ ایک قطعی اعلان کے ذریعہ اسلامی اور عوامی آئین مہیا کرنا ایک جمہوری اقدام ہوتا اور جمہوریت کی صحیح پاسداری بھی ہوتی۔

مگر وا حسرتا! قرآن کریم اور نظام اسلام کے جس زینہ سے بام عروج تک رسائی حاصل کی گئی اب اسی زینہ کو توڑ کر پس منظر میں ڈال دینے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ قول و عمل کا تضاد اور نفاق ہے جو تکلیف دہ اور مضحکہ خیز صورتوں میں ابھر ابھر کر سامنے آ رہا ہے۔ لادین عناصر ایک قوت بن کر دینی احکام سے کھلی بغاوت، اسلامی قوانین اور اسلامی شعائر کا کھلم کھلا مذاق اڑانے کا ایک منصوبہ بنا کر میدان میں اتر آئے ہیں ؎

اگرچہ پیر ہے مومن جواں ہیں لات و منات

اگر خدانخواستہ اب بھی محض نعرہ بازی، پروپیگنڈہ، غفلت، بے جا ہٹ دھرمی، بے تدبیری اور دفع الوقتی سے کام لیا گیا اور شریعت بل کو ٹالنے، التوا میں ڈالنے یا سرد خانے میں رکھ دینے کی کوشش کی گئی اور نظریۂ پاکستان، اسلامی آئین اور ملکی سالمیت کو تحفظ نہ دیا جا سکا تو یقیناً تجدد پسند، لادین عناصر، غیر ملکی ایجنٹ اور بڑی طاقتوں کے آلۂ کار جو ایک خاص منصوبہ بندی کے ساتھ ملک میں کام کر رہے ہیں ایک روح فرسا اور بدترین انقلاب اور ایک ایسے طوفان بلاخیز سے ملک کو دوچار کر دیں گے کہ ملکی سالمیت اور

ملّی وحدت کا سفینہ ساحلِ مراد تک پہنچنے سے پہلے سیلاب کی نظر ہو جائے گا۔ وَلَا فعلہا اللّٰہ۔

اب جبکہ ملک نظریاتی اور فکری انتشار، سیاسی ابتری، صحیح قیادت کے فقدان، سرحدات پر خطرات کے منڈلاتے ہوئے مہیب بادل، روسی عفریت کی بوالہوسی، مادیت، مغربیت اور دہریت کے سیاہ طوفانی ریلے کی زد میں ہے۔ ایسے حالات میں کشتی ملّت کو منجدھار اور طلاطم خیز طوفانوں سے نکال کر سالمیت و عافیت کے ساحل تک پہنچانا اربابِ اختیار، ارکانِ پارلیمنٹ، اربابِ سیاست، معاملہ فہم قائدین (بصیغۂ معذرت کہ صحیح قیادت کا فقدان ہے) ذی شعور عوام اور اربابِ علم وفضل کیلئے ایک نازک ترین ذمہ داری، ان کے اخلاص وللٰہیت ان کے دینی وسیاسی شعور اور ان کے ملّی ودینی جذبات کا امتحان ہے۔ ان کی آزمائش کیلئے ایک وقفہ اور ان کے علم ودانش کیلئے ایک چیلنج ہے۔

اگر خدانخواستہ پاکستان کے جمہور اور غیور عوام اربابِ بسط وکشاد اور ارکانِ پارلیمنٹ نے مردِ قلندر شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ کے ارشاد اور مولانا سمیع الحق وقاضی عبداللطیف کے پیش کردہ شریعت بل کے سامنے آجانے کے باوجود بھی فہم وتدبر، تجرباتِ ماضی کا شعور، عاقبت اندیشی اور ملی وسیاسی سوجھ بوجھ کا مظاہرہ نہ کیا اور حسبِ شیوۂ سابق شریعت بل کی منظوری اور نفاذ کے سنہری موقعہ پر محض تماشائی بن کر اور مستقبل سے آنکھیں بند کرکے مجرمانہ سکوت اور غفلت کا ارتکاب کیا تو خطرہ ہے کہ مستقبل میں خدابیزار نظریات، میکیاولی سیاسیات، سرحدی خطرات، کفر والحاد، باطل قوتوں کا اتحاد اور ظلم وبربریت کا عالمگیر سیلاب ملّت کی طوفان رسیدہ اور ہچکولے کھاتی ہوئی "نیّا" کو بھی لے ڈوبے اور اس طرح خدا نہ کرے کہ صفحۂ ہستی سے ہمارا نام ونشان تک مٹا دیا جائے۔ ع

تمہاری داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں

قوم وملّت کی کامرانی اور نظریات ودساتیر کی کامیابی نیز قوموں کے ابھرے اور ترقیات کی راہ پر گامزن ہونے کا زیادہ تر دارومدار قائدین کے خلوص حسن تدبر اور ان کے جوشِ عمل پر ہوتا ہے۔ اہلِ اسلام بالخصوص پاکستان جیسے نظریاتی مملکت کے باشندے تو صرف اور صرف ایسی حکومت اور قیادت کو قبول کرسکتے ہیں جو انہیں اسلام کیطرف رجوع کی دعوت دے۔ قیادت کسی قوم پر اوپر سے ٹھونسی نہیں جاتی اور نہ وہ کسی مصنوعی طریقہ سے جنم پاتی ہے بلکہ فطری طور پر اپنے مخلصانہ کردار سے خود ابھرتی اور مسلسل عمل سے خود نکھرتی چلی جاتی ہے۔ لھذا موجودہ ملکی قیادت کا اولین فرض تھا کہ ملکی تاریخ کے اس نئے اور نازک ترین موڑ پر خود کو پرکھتی اور یہ فیصلہ کرلیتی کہ اب سے آئندہ کیلئے اس کے نزدیک اسلام کی حیثیت محض ایک نعرہ کی نہ ہو بلکہ اسے اس بات کا پختہ یقین رکھنا چاہیئے کہ اسلام کو اپنائے بغیر ملک کا کوئی مسئلہ حل نہیں ہوسکتا۔

اسلام کے نعرہ میں زبردست کشش اور عظیم جاذبیت کے باوجود اب صرف نعروں اور بے مقصد وعدوں سے عوام کو مزید دھوکہ میں نہیں رکھا جا سکتا اسلام کا نام سنتے سنتے لوگوں کے کان پک گئے ہیں ۔

کھاتے ہیں دل نے اتنے فریب اعتبار کے
اب اعتبارِ وعدۂ فردا نہیں رہا

اب جبکہ سینیٹ میں شریعت بل کو ہاؤس نے متفقہ طور پر بحث کیلئے ایڈمٹ کر لیا ہے ۔ جو ایک قابلِ تقلید نمونہ اور نفاذِ شریعت کے دعویداروں کیلئے اتمام حجت ہے ۔ لھذا اربابِ اقتدار کو اب بدلے ہوئے حالات کا سنجیدگی سے جائزہ لینا ہوگا لوگوں کے سوچنے کا انداز پہلے سے کافی حد تک بدل گیا ہے ۔ وہ بار بار یہ سوال کرتے ہیں کہ جسطرح اسلام کو کامیابی اور کامرانی کا ضامن اور ایک مکمل ضابطۂ حیات کے طور پر باور کرایا جا رہا ہے ۔ اور جیساکہ شیخ الحدیث مدظلہٗ نے ارکانِ اسمبلی کو یاد دلایا کہ اسلام کا نام لیکر اسلام کا منشور لیکر پارلیمنٹ اور نئی حکومت کی تشکیل ہوئی ہے اور اب جبکہ ملک کے سب سے اوارے سینیٹ نے شریعت بل بحث کیلئے منظور کر کے نفاذِ شریعت کی راہ ہموار کر دی ہے ۔ تو پھر اربابِ اختیار اپنی ساری قوتیں اس کے نفاذ کیلئے کیوں وقف نہیں کر دیتے ۔ سیاسی وملی بلند بانگ دعوے حقیقت سے ہمکنار کیوں نہیں ہوتے ۔ پاکستان کی سالمیت اور نظریۂ پاکستان کا تحفظ اور قومی وحدت کا شیرازہ کیوں معرضِ خطر میں ہے ۔ معاشی عدل وانصاف کی اب تک کوئی ادنیٰ جھلک بھی سامنے کیوں نہ آسکی قومی اور ملکی سطح پر درپیش مسائل ، اسلام کے ناخنِ تدبیر سے حل کیوں نہیں کئے جاتے دراصل ان اضطراب انگیز سوالات کے پسِ منظر میں قوم ایک صحت مند اور شادکام معاشرہ اور اسلامی اجتماعی زندگی سے لذت آشنا ہونا چاہتی ہے ۔ جو اسلامی اقدار اور قومی وملی روایات کی محافظ اسلامی قوانین کی بالادستی اور مکمل اسلامی آئین کے نفاذ کی ضامن ہو ۔

ظاہر ہے کہ عوام کی یہ حیات آفرین توقعات محض اسلام کا نام لینے سے پوری نہیں کی جاسکتیں ۔

ع کیسے ہو سکا کہ مرض اور دوا اور

اب جبکہ سینیٹ میں شریعت بل بھی آگیا ہے پہلے سے کہیں زیادہ اس امر کی ضرورت ہے کہ ملکی قیادت مکمل اور صحیح اسلام کی علمبردار بن کر میدانِ عمل میں اُترے اور سب سے زیادہ توجہ ملک کی اسلامی اساس (نظریۂ پاکستان اور اب شریعت بل) کو مستحکم کرنے کی طرف دینی چاہیئے ۔ کہ مکمل اسلامی آئین نافذ ہو تاکہ قوم کے اندر فکری اور جذباتی ہم آہنگی پیدا کر کے اسے صحیح معنوں میں ایک ملت بنایا جاسکے ۔

سینیٹ میں شریعت بل کے آجانے کے بعد نہ صرف پاکستان کے دردمند اور غیور شہریوں کی نگاہیں نئی منتخب حکومت اور پارلیمنٹ پر لگی ہوئی ہیں ، بلکہ پوری اسلامی دنیا ، اسلامی آئین کے نازک ترین مرحلہ وامتحان کے

درپیش ہونے کے پیش نظر پاکستان کی ملت مسلمہ کی طرف نگاہیں اٹھائے ہوئے ہے۔ لھذا اربابِ اختیار اور ملک کے اربابِ حل وعقد کو وقتی اور جزوی باتوں کو بالائے طاق رکھ کر پورے ایمان جذبۂ اخلاص، حزم و احتیاط، تدبر و دسوزی اور مومنانہ فراست سے کام لیتے ہوئے صحیح، مثبت اور جرأت مندانہ قدم اٹھانے کی ضرورت ہے۔

معمارِ حرم باز بہ تعمیر جہاں خیز
از خوابِ گراں خوابِ گراں خوابِ گراں خیز

اس موقعہ پر علماء (بالخصوص حضرت شیخ الحدیث مدظلہ) کے انتخابات میں حصہ لینے اور قانون ساز اداروں تک پہنچنے کی ضرورت واہمیت اور افادیت بھی واضح ہو کر سامنے آگئی ہے کہ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے مارشل لاء، مغربی جمہوریت وسیاست، گروہی وجماعتی تعصب، کسی کی پگڑی اچھالنے، جماعتی تفرقوں میں پڑنے، انتشار بڑھانے عہدوں کا لالچ، سیاسی کھلنڈروں کے اشاروں پر ناچنے اور کسی کا آلۂ کار بن کر اسلامی قوت کو باطل کے پلڑے میں ڈال دینے والی منفی اور لادین سیاست سے قطع نظر اسلامی تعلیمات حالات کے تقاضوں اور اسوۂ نبویؐ کو سامنے رکھ کر بغیر کسی طمع و لالچ، خوف وہراس اور خوف لومۃ لائم کے ضعف وعلالت، پیرانہ سالی اور بڑھاپے کے باوجود باطل کی سرکوبی اور اسلامی آئین کی بالادستی کی خاطر علیٰ وجہ البصیرۃ انتخابی میدان میں کود پڑے اور اللہ تعالیٰ نے شاندار کامیابی سے نوازا آپ نے اسمبلی میں پہنچ کر نفاذ شریعت گروپ کی تشکیل کی اور ایوان میں نظام اسلام اور حق کی آواز بلند فرمائی اور ہمیشہ سے باطل کے مقابلہ میں حق کی معرکہ آرائی کا تاریخی تسلسل قائم رکھا اور آپ ہی کی ہدایت پر اب مولانا سمیع الحق صاحب نے سینیٹ میں نفاذ شریعت بل پیش کیا جو آپ کی برکتوں، مساعی سیاسی شخص ذاتی وجاہت فکر و تدبر اور سب سے بڑھ کر خدا کے حضور الحاح وتضرع اور عجز و دعا کی زبردست پشت پناہی سے پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ ایک اعلیٰ منتخب ادارہ (سینیٹ) میں صرف دو علماء کی بھرپور جدوجہد سے بحث کیلئے منظور کر لیا گیا جسے قرار دادِ مقاصد کے بعد اسلامی نظام کے نفاذ اور قیام واستحکام کی جدوجہد میں اہم مقام حاصل ہوگا۔

کاش! ناعاقبت اندیشی، سیاست بازی اور محض گروہی اور جماعتی تعصب کی وجہ سے دینی وعلمی حلقوں اور مذہبی جماعتوں نے انتخابات میں حصہ لینے کا زریں موقعہ نہ کھویا ہوتا تو قومی اسمبلی اور سینیٹ میں علماء کی ایک طاقتور، فعال اور مؤثر آواز سے آج نقشہ دوچند ہوتا۔

ع حق ترا چشمے عطا کردست غافل در نگر

مگر اب بھی بعض نادان دوست بجائے مثبت اور تعمیری کام کرنے اور غلبۂ حق کی خاطر کاروانِ ولی اللّٰہی کے آخری تاجدار حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی حمایت کرنے کے شیخ مدنیؒ، حضرت لاہوریؒ، مولانا مفتی محمودؒ،

اور حضرت درخواستی کے سجائے ہوئے گلشن کے ثمر آور سرسبز و شاداب اور پھلدار درختوں کو ایک ایک کر کے بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکنے کی قسم کھائے بیٹھے ہیں۔

اب پچھلے دنوں اس گلشن کے گل سرسبد، جرأت و استقامت خلوص وللہیت، صبر و عزیمت اور حیا و شرافت کے پیکر اور حق و صداقت کی آہنی دیوار حضرۃ شیخ الحدیث مدظلہ پر بھی اخلاق اور شرافت سے گری ہوئی حد درجہ گھٹیا اور مذموم سنگباری کی کوشش کی ہے۔ مگر ایسی چھچھوری حرکتوں سے غلبۂ حق کی تحریک اور پارلیمنٹ میں نظامِ اسلام کی مؤثر ترجمانی کو دبایا نہیں جاسکتا۔

آخر جو شخصیت وفاق المدارس العربیہ کی سرپرست ہو جکی پشت پہ ایک ہزار دینی مدارس ہوں جس کے فتویٰ اشارہ اور رہنمائی و سرپرستی میں ۵ سال سے نہتے افغان مجاہد روسی اژدہا سے مقابلہ کر رہے ہوں، ملک میں شاید ہی کوئی دینی مدرسہ ایسا ہو جہاں آپ کے تلامذہ موجود نہ ہوں۔ جسکی علمی عظموں کے سامنے عرب کے شیوخ جھک جاتے ہوں جس نے اپنے بے داغ کردار سے سیاسی بصیرت کا لوہا منوایا ہو جس کا مقابلہ پیپلز پارٹی کے دور کے ڈکٹیٹر اور مطلق العنان حکمران بھی ایک پیغمبر (حکمرانوں کی جاہلانہ اصطلاح میں) کے مقابلہ سے کم نہ سمجھتے ہوں جسکی حالیہ انتخابات میں عوامی مقبولیت دیکھ کر بی بی سی کے غیر مسلم نمائندے بھی اسے میجک مولانا (جادوگر مولانا) پکارتے ہوں اور جس کے تقدس کی فرشتے بھی قسم کھاتے ہوں۔ کیا اس کے بارے میں چند بر خود غلط سرپھروں کے گستاخانہ اور غیر شریفانہ فیصلے اور اخباری بیانات عظمتِ حق کے آسمان میں کوئی دراڑ پیدا کر لیں گے۔

فارجع البصر هل ترىٰ من فطور ثم ارجع البصر كرتين ينقلب اليك البصر خاسئا وهو حسير ـ الآية ـ

مؤتمر المصنفین اکوڑہ خٹک کی تازہ ترین پیشکش
مؤتمر المصنفین دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع پشاور